روزنامہ
الفضل ربوہ
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
جسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
چلد ۷۶/۴۱ | جمعرات ۱۵ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۳ صلح ۱۳۷۰ ہش، ۳ جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قربِ الٰہی کا حسین تصوّر

"شعوری اور غیر معمولی طور پر اپنے خدا کے قریب ہونے کی کوشش شروع کردیں کیونکہ خدا کا جو حسین تصوّر بھی آپ نے باندھا ہے وہ آپکے سفر کا پہلا مقام ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ناصر باغ مغربی جرمنی ۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دیکھو جس قدر آپ لوگوں نے اس وقت بیعت کی ہے اور جو پہلے کر چکے ہیں اُن کو چند کلمات بطور نصیحت کے کہتا ہوں۔ چاہیئے کہ اُسے پوری توجہ سے سُنیں۔

آپ لوگوں کی یہ بیعت۔ بیعت توبہ ہے۔ توبہ دو طرح ہوتی ہے۔ ایک تو گزشتہ گناہوں سے یعنی ان کی اصلاح کرنے کے واسطے جو کچھ پہلے غلطیاں کر چکا ہے ان کی تلافی کرے۔ اور حتی الوسع ان بگاڑوں کی اصلاح کی کوشش کرنا اور آئندہ کے گناہوں سے باز رہنا اور اپنے آپ کو اس آگ سے بچائے رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ توبہ سے تمام گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ توبہ صدق دل اور خلوص نیّت سے ہو اور کوئی پوشیدہ دغابازی دل کے کسی کونہ میں پوشیدہ نہ ہو۔ وہ دلوں کے پوشیدہ اور مخفی رازوں کو جانتا ہے۔ وہ کسی کے دھوکہ میں نہیں آتا پس چاہیئے کہ اس کو دھوکہ دینے کی کوشش نہ کی جاوے اور صدق سے نہ نفاق سے اس کے حضور توبہ کی جاوے۔

توبہ انسان کے واسطے کوئی زائد یا بے فائدہ چیز نہیں ہے اور اس کا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا اور دین دونوں سنور جاتے ہیں اور اسے اس جہان میں اور آنے والے جہان دونوں میں آرام اور خوش حالی نصیب ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صد ۱۸۷-۱۸۸)

تقریبِ شادی

○ مکرم طارق رشید صاحب ابن ریٹائرڈ ونگ کمانڈر عبدالرشید احمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ کی شادی عزیزہ شبرہ امۃ اللطیف صاحبہ بنت محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کے ہمراہ مورخہ ۱۹، دسمبر ۱۹۹۰ء کو انجام پائی۔

اگلے روز مکرم عبدالرشید احمد صاحب نے دفتر انصار اللہ کے ہال میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ اس موقعہ پر افراد خاندان حضرت اقدس۔ ناظر صاحبان صدر انجمن احمدیہ، وکلاء صاحبان۔ تحریک جدید اور معززین شہر نے شمولیت فرمائی اور اختتام پر حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دعا کروائی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مکرم طارق رشید صاحب اور عزیزہ شبرہ امۃ اللطیف صاحبہ کا نکاح حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بعوض پچاس ہزار روپے حق مہر لندن میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۴، اگست ۱۹۹۰ء کو پڑھا تھا۔ عزیزہ شبرہ امۃ اللطیف صاحبہ حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے) کی پوتی اور عزیزم طارق رشید صاحب محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے نواسے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

عورت کا بحیثیت ماں عظیم الشان مقام

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ماں ایک عظیم الشان مقام ہے جو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور آپ کے ارشادات عورت کو دیتے ہیں کہ پھر آپ نظر دوڑا کر دیکھ لیں کہ سارے دنیا کے افق پر آپ کو عشر عشیر بھی کسی اور مذہب کسی اور معاشرے میں دکھائی نہیں دیتا۔ ماں کے لحاظ سے عورت کو قرآن کریم نے اس بلند مقام پر پہنچا دیا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

عورت کو جیسے محاورے میں کہتے ہیں ماں کے لحاظ سے دیکھتے ہوئے پگڑی گر جاتی ہے۔ قرآن کریم نے ماں اور باپ دونوں کے مقام اور منصب کو ایک بہت ہی بلند مرتبہ عطا فرمایا لیکن جوں جوں آپ آگے بڑھیں گے آپ کو معلوم ہوگا کہ ماں کا خصوصیت کے ساتھ قرآن کریم میں اسطرح ذکر ملتا ہے کہ باپ کے حق کا اس طرح خصوصیت سے ذکر نہیں ملتا۔ اور احادیث نبویہ میں بھی ماں اور باپ دونوں کے حقوق کی بات کرتے کرتے ایک مقام ایسا آتا ہے کہ عورت اس مقام میں تنہا رہ جاتی ہے اور باپ کا پھر وہاں ذکر ملنا بند ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے (بنی اسرائیل آیت ۲۴-۲۵ میں) جب تمہارے والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے میں پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہیں کہنا۔ اور ڈانٹنے کا تو سوال ہی کوئی نہیں۔ یہاں "ان کو ڈانٹنا نہیں" غلط ترجمہ ہوگا۔ جب اُف نہیں کہنے دیا تو پھر ڈانٹنے کا کیا سوال۔ محاورۃً اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ان کو اُف تک نہیں کہنا ڈانٹنے کا تو سوال ہی نہیں"۔

باقی صفحہ ۵ پر

معلمین کی ضرورت ہے

ایسے احباب جماعت جن کو خدمت دین کا شوق ہے وہ اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے صدر صاحب کی تصدیق سے دفتر وقف جدید کے نام ارسال کریں۔ جس میں اپنے کوائف نام۔ ولدیت۔ عمر۔ تعلیم۔ سکونت درج ہوں۔

ناظم ارشاد۔ وقف جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳۔ صلح ۔ ۱۳۷۰ ہش ۳۔ جنوری ۱۹۹۱ء

گھٹتا، بڑھتا ایمان

اپنے لئے تو شائد یہ بات کم سوچی جا سکتی ہے لیکن اوروں کیلئے ہم اکثر سوچتے ہیں کہ آخر اسے کیا ہو گیا ۔ یہ تو اچھا بھلا تھا ۔ گویا کہ بعض اوقات ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ فلاں شخص کی ایمانی کیفیت اب وہ نہیں ہے جو پہلے تھی ۔ ہم اسے ایمان کی کمی کی دلیل سمجھتے ہیں ۔ اور اپنے آپ ہیں اسے کوستے بھی ہیں بلکہ اپنے احباب سے اس کا تذکرہ بھی کرتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے بعض اوقات حدود سے تجاوز کر کے یہ بھی کہہ دیتے ہوں ۔ منافق تو نہیں ہو گیا ۔

اپنے متعلق یہ بات کبھی نہیں سوچتے ۔ اپنی جو بھی حالت ہوتی ہے اسے حالات کے مطابق ہی سمجھتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ ان حالات میں یہی کیفیت ہو سکتی ہے ۔ حالانکہ ہمیں اس سلسلہ میں غلطی بھی لگ سکتی ہے ۔ ہمارے دل میں ایمانی حرارت کم بھی ہو سکتی ہے ۔ لیکن اپنی بات اور ہے ــ اور اوروں کی بات اور ۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جیسے کہ حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں

"انسانی اعمال ہمیشہ ہی گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اور قبض و بسط انسان کا ایک خاصہ ہے ۔ یہی سلسلہ انسان کیلئے کبھی روحانی ترقیات کا موجب بن جاتا ہے اور کبھی روحانی تباہی بن جاتا ہے"

ایسی باتیں بعض اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم صحابہؓ بھی سوچا کرتے تھے ۔ بعض کے متعلق تو آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گذارش کیا کرتے تھے کہ انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ منافق ہے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کرام کو تسلّی دلاتے اور ان کے اعتماد کو بحال فرماتے اور ان کے ایمان ــ اور مضبوط ایمان ــ کی تصدیق فرماتے ۔ کہ یہ احساس ہی تو حقیقی ایمان ہے اور اس طرح ایمان کا گھٹنا بڑھنا تو ایمان کی دلیل ہے اور اگر یہ قبض اور بسط نہ ہو تو انسان ایمان کے دباؤ کے نیچے مر ہی جائے ۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان ایمان گھٹنے اور بڑھنے کو پہچانے ۔ اسے اس بات کا احساس ہو کہ اب وہ ایمان کی اعلیٰ سطح پر ہے اور اب وہ اس کے نیچے آ گرا ہے ۔ یہی بات اسے دوبارہ اٹھاتی ہے اور پھر صحیح مقام پر لے جاتی ہے ۔

آپ کا تشریف لانا باعثِ برکت بنا
آپ آئے میرے دفتر، مجھکو اس پر ناز ہے
یہ تو میرا فرض ہے مَیں آپ سے اُٹھ کر مِلوں
آپ کا اعزاز میرا اپنا ہی اعزاز ہے ۔

ــــ ابوالاقبال

میرا دل ہے روشن روشن، تیرا دل ظلمات
سورج میرے دن کا گہنا تُو ہے چاند کی رات

میری نظروں میں ہر منظر جنّت کا اِک عکس
میری سوچوں میں رہتی ہے خوشبو کی بارات

تیرے شہر کی گلیوں کے ہر موڑ پہ پہریدار
میرا شہر کھُلی بستی ہے پیار اس کی سوغات

مَیں خاموش بھی رہتا ہوں تو مچ جاتا ہے شور
تُو نے شور مچا کر بھی تو کہی نہ کوئی بات

سچّی بات سے پتّھر کھا کر بھی ہے اطمینان
جُرم نہیں ثابت کر سکتے جھُوٹے الزامات

دیوانوں کے سر زخمی ہیں، کس نے ان کو مارا
فرزانوں نے عقل و خرد سے کیسے کھائی مات

دُور کہیں سے رحم و کرم کی آتی ہے آواز
گھِر گھِر کے جب آجاتی ہیں چاروں سمت آفات

ملنا ہے تو ان سے مل کر اپنا وقت گذار دو
جن لوگوں کی باتیں اچھی، اچھی ہیں عادات

دِل بدلے اور دِل کی راحت پھیلے چاروں سمت
راتوں کے پچھلے حصّے میں کہتا ہوں یہ بات

آج نسیم مَیں کس سے پوچھوں کس نے آگ لگائی
شہروں کے سر پہ ہیں شعلے، جلتے ہیں دیہات

نسیم سیفی

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان حضور انور فرما چکے ہیں ۔ امراء اور صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ اوّلین موقعہ پہ اپنی جماعتوں کے وعدہ جات بھجوانے کی کوشش کریں ۔

وکیل المال اوّل تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر

(اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بھی ہم نے دیکھا ہے۔ آپ کا یہ طریق تھا کہ جب آپ روٹی کھاتے تو روٹی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر اپنے منہ میں ڈال لیتے اور اس وقت تک کہ دانت اس کو چبا سکیں اچھی طرح چباتے رہتے۔ آپ کی عادت بڑا لقمہ لینے کی نہیں تھی۔ بلکہ آپ ہمیشہ چھوٹا لقمہ لیتے اور جہاں اس پہلے لقمے کو دیر تک چباتے رہتے۔ وہاں روٹی کا ایک اور ٹکڑا لے کر اپنے ہاتھ میں ملتے چلے جاتے۔ اور ساتھ ہی (پاک ہے تیری ذات اے خدا، پاک ہے تیری ذات اے خدا) کہتے چلے جاتے کچھ دیر کے بعد اس میں سے کوئی ٹکڑا سالن لگا کر منہ میں ڈال لیتے اور روٹی کے باقی ٹکڑے دستر خوان پر پڑے رہتے۔ دیکھنے والے بعض دفعہ کہا کرتے کہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) روٹی کے ٹکڑوں میں سے حلال اور حرام ذرّے الگ الگ کرتے ہیں اور چونکہ روٹی کے بہت سے ٹکڑے آپ کے دستر خوان پر جمع ہو جاتے تھے اس لئے جب آپ کھانے سے فارغ ہو جاتے تو لوگ تبرک کے طور پر ان ٹکڑوں کو آپس میں تقسیم کر لیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں اتنی وسیع ہیں کہ اگر انسان غور کرے اور سوچے تو اسے معلوم ہو کہ ہر قدم جو انسان اٹھاتا ہے۔ ہر لمحہ جو انسانی زندگی پر گذرتا ہے۔ ہر ساعت جو اس پر آتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور اس کی بے انتہا برکات کو اپنے ساتھ لے کر آتی ہے اور پھر اگر انسان اور زیادہ غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ سارا جہان اس کی خدمت میں لگا ہوا ہے اور دن رات اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے وہ حصہ پا رہا ہے۔ ہر ہاتھ جو وہ لمبا کرتا ہے۔ ہر آنکھ جو وہ جھپکتا ہے۔ ہر آواز جو وہ سنتا ہے۔ ہر تھوک جو وہ نگلتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے احسان کا ہی نتیجہ ہے ورنہ خود انسان میں یہ کہاں طاقت تھی۔ کہ وہ ایسا کر سکتا۔ اگر ڈاکٹر ہائڈرو کلورک ایسڈ پلا پلا کر انسان کی قوت ہضم کو درست کرتے تو وہ چند دنوں کے اندر اندر مر جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ایک ایسی مشین لگا دی ہے۔ کہ جونہی کوئی غذا استعمال میں آتی ہے۔ وہ مختلف قسم کی تبدیلیوں کے بعد اسے انسانی خون میں شامل کر دیتی ہے اور پھر خون اس غذا کو لے کر فوراً دل میں پہنچتا ہے جہاں اس کی صفائی کے لئے اسے پھیپھڑوں میں سے گزارا جاتا ہے۔ پھر صاف شدہ خون دل کے بائیں حصے میں آنے کے بعد ایک بڑی رگ کے ذریعے دل سے باہر نکلتا ہے جو آگے چل کر دو حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے ایک حصہ سر کی طرف خون لے جاتا ہے اور دوسرا حصہ دل کے مقام سے نچلے حصے کی طرف خون لے جاتا ہے اور اس طرح ہر عضو اپنی ضرورت کے مطابق غذا حاصل کر لیتا ہے۔ مثلاً دماغ کے وہ اعلیٰ حصے جو عقل اور شعور کے مرکز ہیں وہ اس سے اپنی غذا لے لیتے ہیں اور جسم کے مختلف اعضاء کو حرکت میں لانے والے مراکز اپنی غذا لے لیتے ہیں۔ اسی طرح آنکھ، کان، ناک زبان اور دوسرے اعضاء اپنی غذا لے لیتے ہیں۔ غرض ایک عظیم الشان نظام ہے جو زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جاری کیا۔ لوگ کارخانے دیکھتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں۔ چکیوں کو دیکھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ یہ کس طرح آٹا پیس رہی ہیں مگر انہیں کبھی احساس نہیں ہوتا کہ ان تمام مشینوں سے ایک بڑی مشین اللہ تعالیٰ نے خود انسانی جسم کے اندر پیدا کر رکھی ہے جو پیس بھی رہی ہے۔ جو صاف بھی کر رہی ہے۔ جو طاقت بھی پہنچا رہی ہے جس طرح بعض مشینیں ایسی ہوتی ہیں جو میدا الگ نکالتی جاتی ہیں اور سبوس الگ نکالتی جاتی ہیں اسی طرح انسانی جسم میں اللہ تعالیٰ نے جو مشین بنا رکھی ہے ان میں سے کوئی خون صالح پیدا کرتی ہے کوئی عقل کو طاقت دیتی ہے۔ کوئی سمع کو طاقت دیتی ہے کوئی بصر کو طاقت دیتی ہے۔ کوئی قوت گویائی کو طاقت دیتی ہے۔ غرض ایک نظام ہے جو انسان کے اندر دن رات کام کر رہا ہے اور بیسیوں چیزیں ہیں جو اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے کوئی انسانی حس کو طاقت دیتی ہے۔ کوئی قوت شامہ کو طاقت دیتی ہے۔ کوئی اعصاب کو طاقت دیتی ہے۔ اسی طرح انسانی دماغ میں مختلف قسم کے ڈیپارٹمنٹ بنے ہوئے ہیں۔ اتنے بڑے ڈیپارٹمنٹ دنیوی گورنمنٹوں میں بھی نہیں ہوتے جتنے انسانی دماغ میں اللہ تعالیٰ نے بنائے ہوئے ہیں مگر انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے کیا کیا احسانات ہو رہے ہیں۔ وہ اندھے کی طرح گذر جاتا ہے۔ اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہمیشہ خالی رہتا ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ آپ کھانا کھاتے (تو اللہ کا نام لیتے) کھانا کھا چکتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے۔ اسی طرح کپڑے پہنتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ہی کیا تھے۔ بہت معمولی اور سادہ کپڑے ہوا کرتے تھے۔ آجکل ململیں اور لٹھے اور کئی قسم کے آرام دہ کپڑے لوگ پہنتے ہیں اور ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے شکر کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ وہ (ایمان لانے والے) کہلاتے ہیں۔ وہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے کہلاتے ہیں مگر انہیں کبھی خیال نہیں آیا کہ خدا کا وہ رسولؐ جس کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ تجھے پیدا نہ کیا جاتا تو ساری دنیا کو پیدا نہ کیا جاتا۔ اسے اپنے پہننے کے لئے جو کپڑے نصیب ہوئے ان سے ہزاروں گنا زیادہ اعلیٰ اور زیادہ آرام دہ کپڑے آج ہر ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کو نصیب ہیں مگر حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کے جو اعلیٰ ترین جذبات معمولی کپڑے پہن کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں پیدا ہوتے تھے وہ آج ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہوتے۔ یہ تمنا اور خواہش پیدا نہیں ہوتی کہ کاش یہ نعمتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتیں کیونکہ ان نعمتوں کے اصل مستحق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

حضرت علیؓ جب ایمان لائے تو وہ ابھی بچے ہی تھے۔ اور وہ بھی یہ سمجھ کر ایمان لائے تھے کہ مجھے اسلام کے لئے ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے پڑیں گے۔ یہاں تک کہ اگر جان قربان کرنے کا وقت آیا تو مجھے اپنی جان بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنی پڑے گی۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کے ابتدائی ایام میں ایک دعوت کی جس میں بنو عبد المطلب کو بلایا تا کہ ان کو پیغام حق پہنچایا جائے۔ چنانچہ آپؐ کے بہت سے رشتے دار اس دعوت میں شریک ہوئے جب سب لوگ کھانا کھا چکے تو آپؐ نے کھڑے ہو کر تقریر کرنا چاہی مگر ابولہب نے ان سب لوگوں کو منتشر کر دیا اور وہ آپؐ کی بات سنے بغیر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ آپؐ بہت حیران ہوئے کہ یہ اچھے لوگ ہیں جو دعوت کھا کر بھی بات نہیں سنتے۔ مگر آپؐ مایوس نہیں ہوئے۔ بلکہ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ دوبارہ ان کی دعوت کی جائے۔ چنانچہ دوبارہ ان سب کو کھانے پر مدعو کیا گیا۔ جب وہ سیر ہو کر کھا چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کا یہ تم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنا نبی تمہارے اندر بھیجا ہے۔ میں تمہیں خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم میری بات مانو گے تو تم دینی اور دنیوی نعماء کے وارث قرار پاؤ گے کیا تم میں سے کوئی ہے جو اس کام میں میرا مددگار بنے۔ یہ سن کر ساری مجلس پر سناٹے کی سی حالت طاری ہو گئی یکدم ایک کونے سے ایک نو عمر بچہ اٹھا اور اس نے کہا کہ گو میں ایک کمزور ترین مرد ہوں اور عمر میں سب سے چھوٹا ہوں مگر میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ یہ بچے حضرت علیؓ تھے۔ جنہوں نے اس وقت اسلام کی تائید کا اعلان کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کو یہ عظیم الشان قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے لئے رات کے وقت اپنے گھر سے نکلنا چاہا تو آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ تاکہ کفار اگر جھانک کر دیکھیں تو انہیں یہ دکھائی دیتا رہے کہ کوئی شخص بستر پر سو رہا ہے۔ اور وہ تعاقب کے لئے ادھر ادھر نہ نکل کھڑے ہوں۔ اس وقت حضرت علیؓ نے یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان کے ارد گرد تو قریش کے چیدہ نوجوان ہاتھ میں تلواریں لئے کھڑے ہیں۔ اگر صبح کو انہیں معلوم ہوا کہ آپؐ کہیں باہر تشریف لے جا چکے ہیں تو وہ مجھ پر حملہ کر کے مجھے قتل کر دیں گے۔ بلکہ وہ بڑے اطمینان کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لیٹ گئے اور آپؐ نے اپنی چادر ان پر ڈال دی۔ جب صبح ہوئی اور قریش نے دیکھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت علیؓ آپؐ کے بستر سے اٹھے ہیں تو وہ اپنی ناکامی پر دانت پیس کر رہ گئے اور انہوں نے حضرت علیؓ کو پکڑ کر مارا پیٹا مگر اس سے کیا بن سکتا تھا۔ خدائی نوشتے پورے ہو چکے تھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلامتی کے ساتھ مکہ سے باہر جا چکے تھے۔ اس وقت حضرت علیؓ کو کیا معلوم تھا کہ مجھے اس ایمان کے بدلے میں کیا ملنے والا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

قتل کی سزا موت

۱۹۶۵ء سے قبل برطانیہ میں بھی قتل کی سزا موت تھی۔ لیکن ۱۹۶۵ء میں پارلیمنٹ نے ایک قانون کے ذریعے اس سزا کو ختم کر دیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک پارلیمنٹ ہی کے ذریعے ۱۵ دفعہ یہ کوشش کی جا چکی ہے کہ قتل کی سزا پھر سے موت مقرر ہو جائے۔ لیکن ایسا ہو نہیں سکا۔ اب پھر ایک پولیس آفیسر کو قتل کر دیا گیا ہے اور پارلیمنٹ میں یہ معاملہ دوبارہ اٹھایا گیا ہے اس دفعہ بھی اس تجویز کو مسترد کر دیا گیا ہے۔ تجویز کو مسترد کرنے کے حق میں ۳۵۰ ووٹ اور اس کے خلاف ۲۱۵، یعنی ۱۳۵، کے فرق سے یہ تجویز مسترد ہو گئی کہ قتل کی سزا پھر سے موت مقرر کی جائے اور اس کے علاوہ یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ پولیس افسر کے حوالے سے بغیر یہ کہا جائے کہ ہر قتل کی سزا موت ہونی چاہیئے۔ لیکن پھر یہ تجویز مسترد ہو گئی اور اس بار جو ووٹنگ ہوئی اس میں ۳۶۶، اراکین نے کہا کہ اس تجویز کو رد کر دیا جائے اور ۱۸۲، نے اس کے حق میں ووٹ دئے گویا کہ اس دفعہ فرق ۱۸۵، کا ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ قتل کی کئی قسمیں ہیں جان بوجھ کر بھی قتل کیا جاتا ہے اور بغیر ارادے کے بھی کوئی شخص قتل ہو سکتا ہے ایک شخص ایک ہی وقت میں کئی افراد کے قتل کرنے کا بھی مرتکب ہو سکتا ہے اور اگر یہ ڈر نہ ہو کر قتل کرنے کے بعد اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔ تو یقیناً قتل زیادہ ہوں گے اب یہ کہنا کہ ایک شخص قتل ہو گیا ہے تو دوسرے کو کیوں مارا جائے۔ یہ ہمارے خیال میں منصفانہ بات نہیں ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کی زندگی لے لی ہے۔ اور جان بوجھ کر لی ہے تو اسے بھی اس دنیا میں زندہ رہنے کا حق نہیں ہونا چاہیئے۔ صرف یہی بات نہیں بلکہ یہ بھی کہ جو شخص ایک دفعہ جان بوجھ کر قتل کرتا ہے اس سے اس بات کا قوی امکان ہے کہ وہ کسی اور کو بھی جان بوجھ کر قتل کرے گا۔ اگر بغیر ارادے کے کوئی قتل کرے تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ کسی اور کو بھی قتل کرے گا۔ لیکن بالارادہ قتل کرنے والا شخص ایسا قاتل گردانا جا سکتا ہے جو کسی وقت بھی کسی اور کو قتل کرے گا۔ ایسے شخص کو اس دنیا میں رہنے کا کیا حق حاصل ہے۔ جو اپنی طرف سے بنائی گئی۔ کسی وجہ کے پیش نظر کسی کی جان لینے کے درپے ہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے اور ہمارے خیال میں اس طرح کے قاتل کی سزا موت ہونی چاہیئے۔ یہ جو پارلیمنٹ میں فیصلے ہوتے ہیں ان کی بہت بڑی بناء یہ ہوتی ہے کہ ان میں سے کوئی شخص بھی ایسی باتوں سے متاثر نہیں ہوتا یعنی کسی کا اپنا کوئی رشتہ دار اور قریبی رشتہ دار قتل نہیں ہوا ہوتا وہ لاتعلق ہو کر سوچتے ہیں اگر انہیں اس بات کا احساس ہو کہ انسانی زندگی کتنی اہم ہے اور ہر شخص جو اس دنیا میں پیدا ہوا ہے اسے زندہ رہنے کا حق ہے۔ جب تک کہ وہ کسی دوسرے کے اس حق پر چھاپہ نہیں مارتا۔ اگر پارلیمنٹ کے ممبر اس طرح سوچنے کی کوشش کریں تو وہ یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ قتل کی سزا موت ہونی چاہیئے۔

عدلیہ اور انتظامیہ

ایک عرصے سے یہ بات چل رہی ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ الگ کیا جانا چاہیئے۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء کی کنسٹی ٹیوشن کی شق نمبر ۱۷۵ (۳) میں یہ کہا گیا تھا کہ ۱۴ سال کے بعد ان دونوں کو الگ الگ کر دیا جائے۔ ۱۴ سال تو گذر چکے ہیں۔ لیکن اس پر عمل نہیں کیا جا سکا۔ چنانچہ گذشتہ دنوں مسٹر شرف فریدی جو سندھ ہائی کورٹ کی بار ایسوسی ایشن کے صدر ہیں نے سندھ ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی۔ کہ ۱۹۷۳ء کی کنسٹی ٹیوشن کی شق نمبر ۱۷۵ (۳) پر عمل درآمد کروایا جائے۔ گذشتہ روز مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ نے جو سپریم کورٹ کے جج ہیں اور عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے والی کمیٹی کے چیئرمین ہیں نے کمیٹی کی ایک میٹنگ کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کا یہ دستوری فرض ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ الگ کرے انہوں نے اس کمیٹی کے اراکین سے کہا کہ وہ اب تک جو کچھ ہو چکا ہے اسکی رپورٹ ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء سے پہلے پیش کر دیں۔ تاکہ یہ رپورٹ مجموعی صورت میں سپریم کورٹ کے سامنے اسوقت پیش کی جا سکیں۔ جب یہ کیس وہاں سُنا جانے کا وقت آئے۔

سندھ ہائی کورٹ نے فیصلہ دے دیا تھا کہ اپیل کنندہ کی اپیل منظور کی جاتی ہے اور سندھ کی حکومت کو یہ حکم دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس سلسلے میں ضروری امور پایہ تکمیل تک پہنچائے لیکن سندھ کی حکومت اور وفاقی حکومت نے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کر دی تھی۔ چنانچہ ۹ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو سپریم کورٹ نے ایک فیصلے کے ذریعے ایک کمیٹی مقرر کی جو اس سلسلے میں ضروری اقدامات کرے اور جسطرح دستور مطالبہ کرتا ہے اسکے مطابق کیا جائے۔ نومبر ۲۶، ۱۹۹۰ء کو سپریم کورٹ نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ وفاق اپنی سطح پر اور اپنی عدالتوں اور ٹریبونلز کی سطح پر اور اسی طرح صوبے بھی اپنی سطح پر ایک سکیم تیار کریں جسکے ذریعے عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ الگ کیا جانا مقصود ہو وہ اسکے علاوہ ایک اور سکیم بھی بنانے کے مکلف تھے جس کے ذریعے عدلیہ کے تمام سطح کے ارکان کی تقرری اور ترقی اور تبدیلیاں عمل میں لائی جا سکیں اور ایسے تمام قانون اور قاعدے مرتب کریں جو عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کے بعد لازمی ہو جائیں گے۔

ذیابیطس اور عالمی کانگرس

جمعہ ۱۴ دسمبر کو کراچی میں ۴ روزہ عالمی کانگریس برائے ذیابیطس کا افتتاح کیا گیا جس میں زیادہ زور اس بات پر دیا گیا کہ ابتدائی طور پر حفاظت صحت کے لئے کیا کچھ کیا جانا چاہیئے ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک کے درمیان معلومات کا تبادلہ ہونا چاہیئے اور مریضوں کی ان کی اپنی استطاعت کے مطابق ذرائع علاج تجویز کئے جانے چاہئیں اس کانگریس کا افتتاح کرتے ہوئے عالمی ذیابیطس فیڈریشن کے صدر مسٹر جے۔ جے۔ ہوئٹ HOET نے کہا کہ ذیابیطس کے بڑھتے ہوئے کیسز جو گذشتہ چند سالوں میں سامنے آئے ہیں نے دنیا بھر میں پریشانی پیدا کر دی ہے اور اسی لئے تمام ممالک اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ بیماروں کی پوری طرح حفاظت کی جائے اور بیماری ہونے سے پہلے ضروری تدابیر اختیار کی جائیں عالمی تنظیم صحت نے ذیابیطس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ۱۹۸۹ میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ مرض کے تمام پہلوؤں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے تمام ممالک اس بات کی خواہش رکھتے تھے کہ ذیابیطس کے مرض کو پھیلنے نہ دیا جائے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ مریضوں کو معلومات مہیا کی جائیں صحیح خوراک کے متعلق بتایا جائے اور علاج سے بھی باخبر رکھا جائے انہوں نے کہا کہ اگلے سال واشنگٹن میں عالمی تنظیم صحت اور آئی۔ ڈی۔ ایف کے اہتمام سے ایک میٹنگ منعقد کی جائے گی اس میٹنگ کے دوران تحقیقات کے ذریعے جو کچھ مختلف ڈاکٹروں کی تنظیموں کے سامنے آیا ہو گا اسے پیش کر کے اس پر بحث کی جائے گی وہاں بھی مقصد یہی ہو گا کہ معلومات کا ایک دوسرے سے تبادلہ کیا جائے بیماری سے بچنے کی تدابیر اختیار کی جائیں اور علاج کے طریق سوچے جائیں مزید انہوں نے کہا امید ہے کہ موجودہ میٹنگ کے دوران بہتر نتائج حاصل کئے جا سکیں گے۔

بھارت کے پروفیسر بجاز نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جہاں تک مختلف علاقوں کے تجزیے کئے گئے ہیں یہ بیماری ۲ سے ۶ فی صد تک مختلف علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ ادھیڑ عمر میں اس بیماری کے کیس زیادہ ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سماجی اقتصادی تبدیلیاں ہیں اور مختلف طریق زندگی۔ کھانے کی عادات اور جسمانی حرکت کا کم ہونا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے انہوں نے کہا کہ آئندہ دس سال میں ترقی پذیر ممالک میں ساڑھے چھ کروڑ افراد ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہو چکے ہوں گے زیادہ تر تیسری دنیا میں یعنی افریقہ ایشیا اور جنوبی اور وسطی امریکہ میں ہوں گے انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ جہاں تک ترقی پذیر ممالک کا تعلق ہے صحت کے متعلق معلومات پہنچانے کے لئے کافی سٹاف موجود

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشید احمد چوہدری ـــ لندن

میکائل گورباچوف ۔ ایک عظیم لیڈر

حضرت امام جماعت احمدیہ نے جلسہ سالانہ یو۔کے ۱۹۹۰ء کے تیسرے دن تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میرے نزدیک مسٹر گورباچوف اس صدی کے آخری حصہ کے ایک عظیم راہنما ہیں جنہوں نے حالات کا صحیح تجزیہ کر کے بڑی جرأت کے ساتھ ایسے اقدامات کئے اور اقدامات کا ایسا سلسلہ جاری کر دیا کہ تاریخ میں ان کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا لیکن اگر ایسی تاریخ بننے سے پہلے انسانی توجہات اور رجحانات نے غلط کروٹ لی تو سنہری حروف کی بجائے سرخ حروف سے بھی لکھا جا سکتا ہے۔"

روسی لیڈر کے متعلق یہ فقرات سن کر لازمی طور پر تجسس پیدا ہوا کہ معلوم کیا جائے کہ اس عظیم لیڈر کا خاندانی پس منظر کیا ہے۔ اس کا بچپن کیسے گزرا اس نے کیا تعلیم حاصل کی وغیرہ کیونکہ یہ تمام معاملات انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ مضمون اسی تجسس کا نتیجہ ہے۔

خاندانی حالات

میکائل گورباچوف مارچ ۱۹۳۱ء میں روس کی ایک دور دراز ریاست STAVROPOL کے گاؤں PRIVOLNOYE میں پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں سارے علاقہ میں قحط پھیلا ہوا تھا۔ اور لوگ بھوک کے مر رہے تھے۔ دور دراز علاقہ ہونے کے باعث سڑکیں نہ ہونے کے برابر تھیں اور یوں بھی موسم سرما میں برفباری کی وجہ سے اکثر بند رہتی تھیں۔ لوگ زیادہ طور پر گھوڑوں کو سواری کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

گورباچوف بچپن میں بہت دبلا پتلا اور نحیف تھا۔ والدین کی نسبت وہ اپنی دادی سے زیادہ مانوس تھا۔ اس کی دادی کٹر عیسائی تھی وہ گورباچوف کو چھوٹی عمر سے ہی اپنے ساتھ چرچ لے جاتی۔ میکائل گورباچوف کی والدہ بھی ایک مذہبی عورت تھی اس طرح گورباچوف کی ابتدائی تربیت میں مذہبی تعلیمات کا کافی دخل ہے۔

گورباچوف کا گھر گاؤں کے باہر کی طرف واقع تھا جہاں وہ کھڑکی سے اکثر دریا کے کنارے چوپایوں کو چرتے دیکھتا۔ اس کی عمر ۱۰ سال کی ہو گی جب اس کا والد جنگ میں حصہ لینے کے لئے گھر سے چلا گیا اور پانچ سال تک گھر سے باہر رہا۔ اس دوران چونکہ علاقہ کے تمام نوجوانوں کو بھرتی کر کے لڑائی کے لئے بھجوا دیا گیا تھا اس لئے گاؤں میں ٹریکٹر چلانے یا دیگر زرعی کاموں کے لئے آدمیوں کا فقدان تھا۔ باہر کھیتوں میں فصل پکی کھڑی ہوئی تھی مگر کوئی اناج اکٹھا کرنے والا نہ تھا۔ اس صورتِ حال میں عورتوں نے ٹولیوں میں بٹ کر یہ کام کیا اور بچوں نے بھی برابر کا ہاتھ بٹایا۔

جب میکائیل ذرا بڑا ہوا تو کھیتی باڑی میں اپنے والد کا ہاتھ بٹانے لگا۔ اس طرح بچپن میں ہی اسے محنت کرنے کی عادت پڑ گئی تھی۔

گورباچوف کا والد بہت کم گو تھا مگر اس کی والدہ اپنی بے باکی کی وجہ سے مشہور تھی۔ گاؤں کی چوپال میں وہ برزور طریق پر اپنے خیالات کا اظہار کرتی اور لوگوں کو دلائل سے اپنا قائل کر لیتی۔ غالباً گورباچوف کو بے باکی اور حق گوئی ورثہ میں اپنی ماں سے ہی ملی تھی۔

بڑے ہو کر میکائل گورباچوف نے کسی کھیل میں دلچسپی نہ لی۔ سکول یا کالج کی زندگی میں اس نے کسی کھیل میں باقاعدہ حصہ نہیں لیا اور نہ ہی اتھلیٹکس میں شرکت کی۔

پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد میکائل کو اپنے گاؤں سے ۱۲ میل دور ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرنے جانا پڑا۔ ہائی سکول KRAS NOGVARDEISK گاؤں میں تھا اور آس پاس کے متعدد دیہات کے لئے تعلیمی آماجگاہ تھا۔ دو سال تک متواتر اپنے گاؤں سے روزانہ یہ فاصلہ پیدل طے کر کے سکول پہنچتا مگر آخری سال میں اس نے ایک اور لڑکے کے ساتھ مل کر اسی گاؤں میں ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا اور وہیں رہنے لگا۔ اس کی مالکہ مکان سکول ٹیچر تھی اس نے کمرہ تو لڑکوں کو کرایہ پر دے دیا تھا مگر کمرے کو گرم کرنے کا کوئی انتظام نہ تھا بیچاری کو صرف اس قدر لکڑی جلانے کے لئے ملتی تھی کہ جس سے وہ صرف اپنا کمرہ گرم رکھ سکتی تھی چنانچہ پورا عرصہ ان لڑکوں کو یخ بستہ کمرہ میں رہنا پڑا جہاں برفانی ہواؤں کو روکنے کے لئے صرف لکڑی کے تختے تھے جو ناکافی تھے۔

میکائل کو شاعری کی کتب پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اس زمانہ میں گاؤں میں بجلی نہ ہوتی تھی۔ طالب علم مٹی کے تیل سے لالٹین جلا کر مطالعہ کرتے تھے۔ میکائل رات کو دیر تک پڑھائی میں مصروف رہتا۔ اچھے گریڈ حاصل کرنے پر اسے سکول میں چاندی کا تمغہ دیا گیا مگر اس نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ وہ سونے کا تمغہ بھی حاصل کرے گا۔

سکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر میکائل نے ماسکو یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ اس یونیورسٹی میں داخلہ ملنا اس کے خاندان کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔ اس وقت ماسکو یونیورسٹی میں اٹھائیس ہزار طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر اعلیٰ خاندانوں کے چشم و چراغ تھے۔ اس لئے ملک کی اعلیٰ ترین یونیورسٹی میں ایک غریب کاشتکار کے بیٹے کو داخلہ مل جانا بہت خوش قسمتی تھا۔

یونیورسٹی میں اس نے قانون کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ لینن سے بہت متاثر تھا اور چونکہ لینن بھی قانون کا طالب علم رہا تھا اس لئے میکائل گورباچوف نے بھی قانون پڑھنے کا فیصلہ کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد میکائل نے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ اس کے ساتھی طالب علم تو جلد ہی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو گئے تھے مگر چونکہ میکائل غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور ماسکو کا باشندہ نہ تھا اس لئے اس کو کامیابی کے لئے کافی تگ و دو کرنا پڑی۔ چونکہ اس کی تربیت ایسے ماحول میں ہوئی تھی کہ بچپن سے ہی اس کو محنت کی عادت تھی وہ بہت جلد ترقی کرتا گیا اور نہ صرف روس بلکہ ساری دنیا میں اپنا مقام پیدا کر لیا۔ طبعی ذہین ہونے کی وجہ سے اس نے اندرونی اور بیرونی معاملات میں بعض ایسے انقلابی فیصلے کئے کہ اپنے تو اپنے دشمن تک بھی اس کی ذہانت اور جرأت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ دوراندیشی سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ مشرقی یورپ میں کمیونزم پسپا ہو رہا ہے اور اندرونِ ملک بھی اقتصادی حالت ابتر ہو رہی ہے تو اس نے بھانپ لیا کہ یہ دور کمیونزم کا دور نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے ملک میں اصلاحات نافذ کرنے کا بیڑا اٹھا لیا اور عوام کو بھی اس کے لئے تیار کرنا شروع کیا۔ یہی وجہ ہے کہ دیوار برلن توڑ دی گئی مگر ابھی اس عظیم لیڈر کو اندرونی اور بیرونی بے شمار مشکلات کا سامنا ہے۔

(سنڈے کارسپانڈنٹ میں شائع شدہ مضمون سے ماخوذ)

بقیہ: صـ۳ سے آگے

نہیں ہے انہوں نے کہا کہ سب سے بڑا چیلنج وہ لوگ ہیں جو یا تو بالکل ناخواندہ ہیں یا ان کی خواندگی کی شرح بہت کم ہے ان کو معلومات پہنچانے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آڈیو وژول ٹیکنالوجی استعمال کی جائے جب تک سماج کے مختلف حصے اس بات کی طرف توجہ نہیں دیں گے اس وقت تک بہتر نتائج حاصل نہیں کئے جا سکتے۔ اور سماج کے مختلف حصوں سے مطلب یہ ہے کہ زرعی لوگ، خوراک تیار کرنے والے لوگ اور صحت کے متعلق تعلیم دینے والے لوگ۔ انہوں نے ذیابیطس کے مریضوں کو یقین دہانی کرانے کی کوشش کی کہ صحت کا خیال رکھنے والے اور سائنس دان اس مرض کے خلاف پوری طرح جنگ لڑ رہے ہیں اور ان کی کارکردگی کے نتیجے میں بہت سی نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں جن کے ذریعے امید کی جاتی ہے کہ مستقبل میں بہت فائدہ ہو گا۔

عالمی تنظیم صحت کے ڈائریکٹر جنرل کا پیغام اس موقع پر ڈاکٹر کنگ نے پڑھ کر سنایا۔

اس کانگریس میں ۹۳ ممالک کے ۸۵۰ نمائندے شمولیت اختیار کر رہے ہیں اور ان کے علاوہ ۴۰۰ ماہرین امراض جو پاکستان ہی سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی حصہ لے رہے ہیں۔ (یہ چار روزہ کانفرنس اب ختم ہو چکی ہے)

بقیہ: صـ۱ سے آگے

بلکہ ان سے تم تکریم کی بات کرو۔ قول کریم کہتے ہیں بہت ہی ملاطفت نرمی اور احسان کا قول۔ اس لئے فرمایا کہ صرف منفی تعلیم نہیں ہے کہ تم نے اف نہیں کہنا۔ اور یہ سمجھو کہ تمہارا حق ادا ہو گیا۔ بلکہ جب بھی بات کرنی ہے نہایت عزت اور احترام کے ساتھ بات کرنی ہے۔"

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۸۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میجر (ریٹائرڈ) منظور احمد

غلطیہائے مضامین

ا- کچھ عرصہ سے "الفضل" میں تلفظ کے بارے میں مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ خاکسار بھی اس بارے میں کچھ اظہارِ خیال کا ارادہ رکھتا ہے۔

تلفظ کے غلط اور مختلف ہونیکی وجوہ

ا- گھروں میں لغت کی کتابوں کا نہ ہونا یا انہیں دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کرنا۔

ب- ذرائع ابلاغ استعمال کرنے والوں کے تلفظ کی بیشتر اوقات درستی نہ ہونا۔ ترقی یافتہ ممالک میں اس امر کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔

ج- بڑے بڑے مقررین کا غلط تلفظ کے ساتھ تقریریں کرنا اور عوام النّاس کا انہیں سند تسلیم کر لینا۔

د- مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب کے مطابق اردو زبان کی کُتبِ لغت کی غلط کتابت اور لاپرواہی سے کی گئی پروف ریڈنگ اور تحقیق کا فقدان۔

ر- مختلف علاقہ جات کا مخصوص لہجہ مثلاً "گُلّی ڈنڈا" یا گُلّی ڈنڈا"، "قلفیاں" یا "قُفلیاں" - "چِڑیا" یا "چُڑیا" وغیرہ وغیرہ۔

۳- معاہدہ کو مہاہدہ اور جارحیت کو جاہریت کہنے پر رسائل و جرائد میں بہت کچھ لے دے ہوئی ہے۔ دراصل یہ کوئی ایسا سنگین مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اہلِ پنجاب ق نہیں ادا کرسکتے۔ دِقّت کو دِکت اور قاری کو کاری کہتے ہیں اور پٹھان حضرات پتّھر کو پھتّر کہتے ہیں۔ اہلِ یوپی اکٹھے کو اکھٹّے بولتے ہیں۔

دیگر اغلاط

۴- بہت سے الفاظ معنوی لحاظ سے اپنی اصل صورت میں استعمال نہیں کئے جاتے۔ مثلاً "مشکور" کا لفظ ممنون کے معنوں میں عام استعمال ہوتا ہے حالانکہ مشکور کے لغوی معنی ہیں جس شخص کا شکریہ ادا کیا جانا چاہئیے۔ نہ کہ شکریہ ادا کرنے والا۔ مناسب یہ جملہ ہوگا "میں آپ کا ممنون ہوں"۔ مگر اس کا کیا کیا جائے کہ علّامہ شبلی نعمانی بھی جناب اکبر الٰہ آبادی کے دعوتی رقعے کے جواب میں۔ "مشکور ہوں میں" لکھ گئے۔

اسی طرح "پس منظر" اور "پیش منظر" کے استعمال میں ہم لوگ بہت گھپلا کر جاتے ہیں۔ "پیش منظر" انگریزی کے BACK GROUND کے مترادف ہے اور پس منظر BEHIND THE CURTAIN کے مترادف یعنی "پیش منظر" کسی معاملے کی تاریخ۔ وجوہ عوامل وغیرہ کی نشان دہی کا نام ہے اور "پسِ منظر" اس خفیہ ہاتھ کو کہتے ہیں جو پردے کے پیچھے سے ڈوری ہلاتا ہے اور دکھائی نہیں دیتا یعنی منظر کے پیچھے رہتا ہے۔ "چارا" جانوروں کی خوراک ہے اور "چارہ" مداوا کے معنوں میں استعمال ہونا چاہئیے۔

۵- "حَرَج" عربی کا لفظ ہے۔ اسے ہرج لکھا جاتا ہے اور اسی سے ترکیب "ہرجانہ" وضع کر لی گئی ہے۔ راقم الحروف کی رائے میں "حرجانہ" ہونا چاہئیے۔ "دوران میں" کی بجائے صرف "دوران" کہنا بھی ایک عام غلطی ہے۔ صرف "دوران" کہنے سے بات نامکمل اور بے معنی رہ جاتی ہے۔ بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کے صحیح اِملا اور صحیح تلفظ کی صورتِ حال واضح نہیں ہے۔ مثلاً "توتا" اور "طوطا"، "تیار" اور "طیار"، "چاکو" اور "چاقو"، "مِٹّی" اور "مَٹّی"۔ "قصائی" اور "قسائی"، "نِزد" اور "نَزد"۔ "مُثبِت" اور "مُثبَت" وغیرہ۔ فیروز اللغات اُردو میں توتا اور طوطا دونوں موجود ہیں اور ان سے متعلق محاورات بھی یکساں طور پر موجود ہیں۔ جیسے طوطا چشم بھی اور توتا چشم بھی مکرم جناب اشفاق احمد خاں صاحب کو "توتا" کہانی لکھنے پر ہی اصرار رہا۔ ٹھیک ہی ہوگا کیونکہ موصوف اُردو بورڈ کے صدر بھی رہے ہیں۔ مگر راقم الحروف کی سمجھ کے مطابق فارسی لفظ "طُوطی" کے حوالے سے طوطا ہی درست معلوم ہوتا ہے۔ قصائی اور قسائی دونوں لغت میں موجود ہیں مگر خاکسار کی رائے میں قساوتِ قلب اور قسیّ القلب ہونے کی رعایت سے "قسائی" ٹھیک لگتا ہے۔ اسی طرح "چاک کرنے" کی نسبت سے "چاکو" اور اُڑنے کے لئے پر تولنے کے حوالے سے مجھے تو طیّار صحیح لگتا ہے۔ واللہ اعلم۔ نزد - مٹّی اور مثبت یقیناً غلط ہیں۔ صحیح الفاظ نِزد - مِٹّی اور مُثبَت ہیں (فیروز اللغات) اکثر حضرات مَٹّی کو درست سمجھتے ہوئے مَٹّی ہی بولتے ہیں۔ انہیں لغت دیکھنا چاہئیے۔ ایک بار مولانا ظفر علی خاں صاحب نے بھی کسی مقرر کو مَٹّی کہنے پر ٹوکا تھا۔

۶- اہلِ پنجاب کو اہلِ یوپی سے شکوہ ہے کہ وہ انگریزی الفاظ "سکول" کو "اِسکول"، "سٹیشن" کو "اِسٹیشن" اور سیدھے سادھے بیچارے "اردو سپیکنگ" کو "اردو اِسپیکنگ" بنا دیتے ہیں۔ اس کے مقابل پر یوپی والوں کو پنجابیوں سے گلہ ہے کہ "رات بھر ماہیا سُنا کر اہلِ درد کو لُوٹ لینے" کے علاوہ ق کو صحیح مخرج سے ادا نہیں کر پاتے اور پھر پوچھتے ہیں بڑا کاف یا چھوٹا کاف؟ حالانکہ اس کی ضرورت نہیں ہونی چاہئیے۔ "ح" اور "ہ" میں فرق کرنے کے لئے ح کو حلوے والی "ح" کہا جاتا ہے (چلو بساغنیمت ہے ہم جیسے شوگر کے مریضوں کو حلوے کا نام ہی سُننے کو مل جاتا ہے) پنجابیوں پر "سکول" کو "سَاکُول" اور "سٹیشن" کو "سَائیشن" کہنے کا الزام ہے۔ صاحب! ہمیں تو ایسا نہیں محسوس ہوتا۔ خیر۔

۷- حیدر آبادی حضرات (حیدر آباد دکن) کا معاملہ ق کے معاملے میں جُدا ہے۔ وہ ق اور خ میں گھپلا کر جاتے ہیں حضرتِ مجاز کا لطیفہ تو "لاہور" میں پڑھا ہوگا۔ ایک بار راقم سے ایک حیدر آبادی دوست پوچھنے لگے۔ قبریں کیا ہیں؟ بندے کے تو کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ عرض کیا قبریں کیا ہوتی ہیں۔ قبروں میں مُردے دفن کئے جاتے ہیں۔ اب کرنل صاحب کے حیران ہونے کی باری تھی۔ خیر دراصل اُن کی مُراد خبروں سے تھی۔ ق ہی سے شین قاف درست ہوتے یا نہ ہونے کا محاورہ بنا۔ قاف تو خیر متنازعہ فیہ ہے مگر ع

شین بیچارہ عبث بدنام ہے۔ آہ شین

اب اگر کوئی صاحب کسی کو "رقیق القلب" یا کسی اور کہنے والے حضرت پنجاب کے باسی ہوں تو سُننے والا یہ سُنے گا کہ فلاں صاحب بہت "رکیک القلب" ہیں اور یہ گالی بن جائے گی۔ وہی "تقریب" کو "تخریب" سمجھنے والی بات۔

۸- پھر کچھ الفاظ ایسے ہیں جو بظاہر غلط معلوم ہوتے ہیں مگر جیّد علماء اور شعراء نے اُنہیں اس شکل میں استعمال کرکے مستند کر دیا ہے۔ لفظ "مشکور" کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ جناب علّامہ اقبال صاحب نے کچھ الفاظ میں تصرّف و تجاوز کیا ہے۔ مثلاً "ابراہیمؑ" کو "براہیم"

ع بڑی مشکل سے ہوتی ہے براہیمی نظر پیدا۔

اور ع یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے۔

علّامہ صاحب نے بعض جگہ "خاموشی" کو "خامشی" باندھا ہے یہ سارے استعمال شاید ضرورتِ شعری (POETICAL LICENSE) کے تحت ہُوا ہے۔

ہاں علّامہ صاحب نے بعض جگہ "برہمن" باندھا ہے اور بعض جگہ "بَرْہَمَن" جیسے

ع سچ کہہ دوں اے بَرہمن گر تو بُرا نہ مانے

اور دُختر کے بَرْہمنے۔ لالہ رُخے سمن برے۔

دوسری طرف ع

بَرہمن کی پختہ زُناری بھی دیکھ۔

لفظ خضر بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔ ؎

جس راہ میں کہ خِضر کو عُذرِ لنگ ہے
شل پاؤں ہیں تو سینے کے بل جا رہا ہوں میں

دوسری جانب ؎

خِضر کیونکر بتائے کیا بتائے
اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے

۹- خاکسار نے فیروز اللغات اردو و فارسی اور نیشنل بک فاؤنڈیشن کی شائع کردہ ایک کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے کچھ عام زیرِ استعمال الفاظ کی فہرست تیار کی ہے وہ اس مضمون کی خاطر ذیل میں درج کرتا ہے:

غلط	صحیح
أغوا	اِغوا
أفاقہ	اِفاقہ
عِید مُبارک	عِیدِ مُبارک
عیدُ الضحیٰ	عِیدُ الاضحیٰ یا عیدالاضحیہ
"	یعنی قربانیوں والی عید
جَدّوجہد	جِدّوجُہد یا جَدّوجَہد
خِلوت	خَلوت
ذِہانت	ذَہانت
تَجرُبہ اور تجرِبہ	تجرِبہ
مُرتَد	اصل میں مرتدّ ہے
رِفاقت	رَفاقت
زُعْم	زَعم
سَجدَہ	سِجدہ
سَیّد	سَیِّد
قُمار	قِمار
شُجاعت	شَجاعت
بیتُ المقدّس	بیتَ المقدِس
رِعایا	رَعایا
مُتَحَدَّہ	مُتّحِدہ
مُتَرَجم	مُترجِم
مُتوفی	مُتوَفّی
وفات دینے والا ...... ہیں تجھے وفات دوں گا۔ یہ بابِ تفعّل ہے۔	وفات یافتہ

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالانِ جماعت

بچوں کا کالم

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی سے رکھے ہماری دعائیں ہمیشہ آپ کے لئے ہیں اور یہ امید کرتے ہیں کہ آپ بھی ضرور ہمارے لئے دعائیں کرتے ہوں گے۔

حسب معمول پہلے آپ وہ تقریر پڑھیئے جو ہم کئی ہفتوں سے آپ کے لئے تھوڑی تھوڑی کرکے شائع کر رہے ہیں۔

دعوت عام

○ چونکہ ہر نبی کے لئے عام تبلیغ کرنی ضروری ہوتی ہے۔ آپؐ نے ایک دن بلند جگہ پر کھڑے ہو کر مختلف گھرانوں کا نام لے کر بلانا شروع کیا۔ چونکہ لوگ آپؐ پر بہت ہی اعتبار رکھتے تھے۔ سب لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے اور جو لوگ خود نہ آسکتے تھے۔ انہوں نے اپنے قائم مقام بھیجے تاکہ سنیں کہ آپؐ کیا کہتے ہیں جب سب آکر جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا اے اہل مکہ! کہ اگر میں تم کو یہ ناممکن خبر دوں کہ مکہ کے پاس ہی ایک بڑا لشکر اترا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے۔ یہ بات بظاہر ناممکن تھی۔ کیونکہ مکہ اہل عرب کے نزدیک متبرک مقام تھا اور یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی قوم اس پر حملہ کرکے آئے گی اور پھر یہ بھی بات تھی کہ مکہ کے جانور دور دور تک چرتے تھے اگر کوئی لشکر آتا تو ممکن نہ تھا کہ جانور چرانے والے اس سے غافل رہیں اور دوڑ کر مکہ کے لوگوں کو خبر نہ دیں۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ بات ناممکن تھی۔ سب لوگوں نے کہا کہ ہم آپؐ کی بات ضرور مان لیں گے۔ کیونکہ آپؐ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب تم گواہی دیتے ہو کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ تو میں تم کو بتاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ میں اس کا پیغام تم کو پہنچاؤں۔ اور یہ سمجھاؤں کہ یہ کام جو تم کرتے ہو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ یہ بات سنتے ہی لوگ بھاگ گئے اور کہا کہ یہ شخص پاگل ہو گیا ہے یا جھوٹا ہے۔ تمام شہروں میں شور پڑ گیا۔

دردناک مظالم

○ اور جو لوگ آپؐ پر ایمان لائے تھے ان پر نہایت سختیاں ہونے لگیں۔ بھائی نے بھائی کو چھوڑ دیا۔ ماں باپ نے بچوں کو نکال دیا آقاؤں نے نوکروں کو دکھ دینا شروع کیا۔ چودہ چودہ، پندرہ پندرہ سالہ نوجوانوں کو جو کسی رسم و رواج کے پابند نہ تھے بلکہ مذہب کی تحقیق میں اپنی عقل سے کام لیتے تھے۔ ان کے ماں باپ قید کر دیتے اور کھانا پانی دینا بند کر دیتے تاکہ وہ توبہ کر لیں مگر وہ ذرہ بھی پرواہ نہ کرتے تھے اور خشک ہونٹوں اور گڑھوں میں گھسی ہوئی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ یہاں تک کہ ماں باپ آخر اس ڈر سے کہ کہیں مر نہ جائیں ان کو کھانا پینا دے دیتے۔ مگر نوجوانوں پر تو رحم کرنے والے لوگ موجود تھے جو غلام آپؐ پر ایمان لائے ان کی حالت نہایت نازک تھی اور یہی حال دوسرے غرباء کا تھا۔ جن کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا۔ غلاموں کو لوہے کی زرہیں پہنا دیتے تھے۔

○ ایک بات آپ کو بتائیں۔ ڈاک کے لفافے پر اگر ٹکٹ نہ لگا ہو یا کم قیمت کا لگا ہو تو وہ بیرنگ ہو جاتا ہے اور وصول کرنے والے کو کم رقم کا دگنا دینا پڑتا ہے۔ آپ میں سے بعض بچے اس بات کا خیال نہیں رکھتے۔ اور ہم آپ کے خط اپنی جیب سے رقم دے کر وصول کرتے ہیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے نا۔

ان خطوط میں کیا کچھ لکھا ہے یہ ہم آپ کو بعد میں بتائیں گے۔

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں۔

اس زمانے میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو جھوٹ اور افتراء سے تم کو بدنام کرنا چاہتا ہے۔ اب تمہارا ابھی فرض ہے کہ تم اور زیادہ جوش سے ملک اور قوم کی خدمت کرو۔ اور اس خدمت کو ظاہر بھی کرو۔ اور دنیا کو بتا دو کہ ہم ملک اور قوم کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ مگر چونکہ ہمیں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم اپنی خدمات کو ظاہر کریں۔ اس لئے ہم ان کو ظاہر کرتے ہیں۔ ورنہ ہمارے دل اس اظہار پر شرماتے ہیں۔ پس اپنے پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ ایسے امور پر غور کرو اور ایسی تجاویز سوچو جن کے نتیجے میں تم ملک اور قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت بجا لاؤ۔

اطلاعات و اعلانات

اعلان نکاح

○ مکرم شاہد محمود خان صاحب (مقیم مورنخ جرمنی) پسر مکرم صلاح الدین خان صاحب کا نکاح ہمراہ عزیزہ یاسمین حمید صاحبہ دختر مکرم عبد الحمید خان صاحب حبیب پورہ شہر سیالکوٹ سے مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم عبد الباسط صاحب مربی سلسلہ نے مورخہ ۱۴ دسمبر ۹۰ء کو جامعہ احمدیہ میں پڑھا۔

○ مکرم نصیر الدین خان صاحب (مقیم لوگس بوگ جرمنی) پسر مکرم حمید الدین خان صاحب صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ شہر سیالکوٹ کا نکاح ہمراہ عزیزہ عمرانہ حمید صاحبہ دختر مکرم عبد الحمید خان صاحب آف مبارکپورہ سیالکوٹ کے ساتھ مکرم طاہر محمود صاحب مربی سلسلہ نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۷ دسمبر ۹۰ء کو پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ کرے۔

ولادت

○ مکرم بابر پاشا صاحب مقیم گلبرگ لاہور کو اللہ تعالیٰ نے ۸ نومبر ۹۰ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام ہمایوں احمد عطا فرمایا ہے۔

○ مکرم انس احمد صاحب اطہر کو اللہ تعالیٰ نے ۲۱ نومبر ۱۹۹۰ء کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کا نام شبرہ اطہر عطا فرمایا ہے۔ یہ بچی مکرم علی انور اطہر صاحب آف لاڑکانہ کی پوتی اور مکرم ڈاکٹر مجید اللہ خان صاحب آف جہلم کی نواسی ہے۔

مکرم مقصود احمد صاحب آف سکرنڈ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۰ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔

نومولود کی والدہ کچھ بیمار رہتی ہیں۔

○ مکرم مبشر احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۵ دسمبر کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ نے از راہ شفقت بچی کا نام "سائرہ احمد" عطا فرمایا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے۔

ختم قرآن

○ عزیزہ نغمہ انجم بنت مکرم سمیع اللہ صاحب قمر کوارٹرز تحریک جدید نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا ہے۔

○ عزیز عطاء القدوس قدسی ابن مکرم جاوید احمد صاحب جاوید مربی سلسلہ خوشاب نے بعمر ساڑھے چار سال قرآن کریم ناظرہ ختم کر لیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قرآن مجید کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعائے نعم البدل

○ مکرم اعجاز احمد صاحب حنیف کارکن وکالت علیاء تحریک جدید کی بیٹی عزیزہ سعدیہ احمد بعمر ڈیڑھ سال مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۹۰ء کو تانگے کے ایک حادثہ میں وفات پا گئی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ غمزدہ والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل سے نوازے۔

نمایاں کامیابیاں

"الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ کے ایک طالبعلم مکرم محفوظ احمد صاحب رول نمبر ۵۵۹ نے پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور کے کمرشل پروگرام کے امتحان منعقدہ ۲۵ جون ۹۰ء میں الیکٹریشن ٹریڈ کے امتحان میں ۴۰۰/۳۵۷ نمبر حاصل کرکے پنجاب بھر میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ یہ امتحان لاہور میں ہوا تھا۔ اور مکرم محمد صدیق صاحب رول نمبر ۵۵۵ نے ریفریجریشن اینڈ ایئرکنڈیشننگ ٹریڈ کے امتحان میں ۴۰۰/۳۱۵ نمبر حاصل کرکے اپنی کلاس میں اول پوزیشن حاصل کی ہے اور خدا کے فضل سے ادارہ ہذا کی دونوں ٹریڈز کا رزلٹ سو فیصد رہا ہے۔

قارئین دعا کریں کہ خداوند کریم یہ کامیابیاں دونوں طلباء کے لئے مبارک کرے اور انہیں بیش از بیش ترقیات عطا فرماوے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

نسل کُشی۔ نسل بڑھانا	نسل کُشی۔ قتلِ عام
مُشاعِرہ	مُشایَرہ
خوش آمدَید۔ طارق عزیز ایسے ہی بولتے ہیں۔	خوش آمدِید
مَوسِم	مَوسَم
وَطِیرہ	وَتیرہ
شِکوَہ	شَکوَہ
نُقاط۔ نُکات	نِقاط۔ نِکات
وَضُوء	وُضُوء
ہِجر	ہَجر
ہلاک	ہَلاک
خودکَشی	خودکُشی
اَمارَت	اِمارَت
بُرقَع	بُرقُع
گورکُن	گورکَن (زبر کے ساتھ)
حَج	حَج
حَلوَہ	حلوَاء
خَزانہ	خِزانہ
طَلبہ	طُلَباء۔ طُلّاب
قَرأت	قِرأت

نوٹ:۔ ان میں سے اکثر الفاظ ہمیں غلط بولنے کی عادت پڑی ہوئی ہے اور اب صحیح اعراب کے ساتھ بولنا دُشوار معلوم ہوگا بہرحال اس چیز کا علم تو ہونا چاہیئے کہ درست کیسے ہے۔ اگرچہ نامانوس۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

قربانی کے بدلے میں صرف حضرت علیؓ ہی عزت نہیں پائیں گے بلکہ حضرت علیؓ کی اولاد بھی عزت پائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ پر پہلا فضل تو یہ کیا کہ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف بخشا۔ اور دوسرا فضل ان پر اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کے لئے اتنی محبت پیدا کی کہ آپ نے بارہا ان کی تعریف فرمائی جب حضرت علیؓ بڑی عمر کو پہنچے ہوں گے تو ان کو اللہ تعالیٰ کے یہ فضل دیکھ کر کتنا فخر محسوس ہوتا ہوگا اور ان کو کتنی راحت ہوتی ہوگی۔ پھر ایک دفعہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ کے لئے باہر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت علیؓ کو مدینے میں رہنے کا حکم فرمایا۔ حضرت علیؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ چلے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ (کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے لئے ویسی ہی حیثیت رکھو۔ جو ہارون کی موسیٰ کے لئے تھی) یعنی اے علیؓ تمہیں کیا یہ پسند نہیں کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ یعنی ہارون کو بھی تو موسیٰ اپنے پیچھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ پھر کیا ہارون کی عزت کم ہوگئی تھی۔ اب دیکھو یہ اعزاز جو حضرت علیؓ کو حاصل ہوا اس کے مقابلے میں ان کی قربانیاں کیا چیز تھیں۔

تبدیلی نام

میں نے اپنا نام مسعود احمد کی بجائے خواجہ رضوان احمد رکھ لیا ہے۔ لہٰذا آئندہ مجھے خواجہ رضوان احمد لکھا اور پکارا جائے۔
خواجہ رضوان احمد ابن خواجہ منظور احمد
محلہ دارالیمن وسطی ربوہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"اگر انسان تکبر چھوڑ دے اور اخلاق اور ملنساری سے پیش آوے تو یہ ایک بھاری معجزہ ہوتا ہے"۔

خود ملکر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند حکیم عبدالحمید اعوان کا ماہانہ پروگرام

● ۵-۶-۷ تاریخ کو مشہور دواخانہ نزد ٹیلیفون ایکسچینج اقصیٰ چوک ربوہ ● ۱۵-۱۶ کو مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالروالہ ● ۲۱-۲۲-۲۳ تاریخ تک مشہور دواخانہ محمود آباد ۳ کراچی ● ۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک مشہور دواخانہ حضوری باغ روڈ ملتان۔
باقی دنوں میں مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں مشورہ ہوسکتا ہے

منیجر مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) گوجرانوالہ

خبریں

ملکی خبریں

○ سندھ کے وزیراعلیٰ جام صادق علی نے جو اعتراف کیا تھا کہ میں طبی وجوہ پر تھوڑی سی شراب پیتا ہوں اس پر قومی اسمبلی میں ہنگامہ ہوگیا۔ پی ڈی اے کے اراکین نے اس پر زبردست احتجاج کیا انہوں نے مطالبہ کیا کہ جام صادق کو برطرف کیا جائے۔ کیونکہ آئین کے آرٹیکل ۶۲ کے تحت اب وہ اپنے عہدے کے اہل نہیں رہے۔ قومی اسمبلی کے سپیکر گوہر ایوب خان نے کہا کہ یہ ایک غیرمعمولی واقعہ ہے جس کا نوٹس لیا جائے گا انہوں نے کہا کہ ممکنہ اقدامات کے لئے متعلقہ ماہرین سے مشورہ کروں گا۔

○ سرحد کابینہ میں آٹھ نئے وزراء اور مشیر شامل کئے جارہے ہیں۔

○ سندھ ہائی کورٹ نے حکم دیا ہے کہ پیپلز پارٹی کی طرف سے منتخب سینیٹر مسرور احسن کو تین دن کے اندر چیئرمین سینیٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔ عدالت نے قرار دیا کہ ان کے حلف اٹھانے یا نہ اٹھانے کا فیصلہ کرنا چیئرمین سینیٹ کا کام ہے۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ آزاد کشمیر کی حکومت کو بدلنے کی کوشش بھارت کو خوش کرنے کے لئے کی جارہی ہے۔

○ پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ محمد خان جونیجو نے آئین میں اہم تقاضوں کے مطابق ترمیم پر زور دیا ہے۔ ان کی پارٹی آٹھویں ترمیم پر غور کررہی ہے۔

○ جماعت اسلامی اور دیگر اسلامی جمہوری اتحاد کے رہنماؤں نے وزیراعلیٰ سندھ جام صادق علی کو کوڑے لگانے کی سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

○ سعودی عرب نے پاکستان کو خصوصی مالی امداد دینے سے انکار کردیا ہے۔ پاکستان کو مختلف مدوں میں پہنچنے والے نقصانات کو پورا کرنے کے لئے ۱۴۳۶ ملین ڈالر کی فوری ضرورت ہے۔

○ ملک غلام مصطفیٰ کھر کے بھائی عربی کھر کو نوابزادہ نصراللہ کے مقابلے میں ضمنی انتخاب سے دستبردار کرانے میں کامیابی کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ کے صدر بش نے خلیج کے مسئلے پر اپنے پالیسی ساز مشیروں اور فوجی معاونین سے بات چیت کی ہے۔ بات چیت کے بعد بتایا گیا ہے کہ کوئی نیا فیصلہ نہیں کیا گیا۔

○ امریکہ کے نائب صدر نے سعودی عرب کے دورے کے دوران کہا ہے کہ امریکی فوجیوں کے اخراجات کے لئے مزید فنڈز مہیا کئے جائیں۔

○ پوپ جان پال نے بڑی طاقتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ ۱۹۹۱ء کو خلیج میں جنگ کی بجائے امن کا سال بنایا جائے۔

○ عراق نے ۶۰ ڈویژن فوج سعودی عرب کے بارڈر پر متعین کردی ہے اور اپنے فوجیوں کو کسی بھی ممکنہ حملے سے پوری طرح چوکس رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

○ اسرائیل میں مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں کرفیو کے باوجود مظاہرین نے اسرائیل کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔ اسرائیلی فوجیوں کی فائرنگ سے دو افراد ہلاک ہوگئے۔

○ صومالیہ کے دارالحکومت موگا دیشو میں سرکاری اور باغی فوجیوں کے درمیان شدید جنگ کی اطلاعات ملی ہیں۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ جنگ میں کس کا پلہ بھاری ہے۔ تاہم باغیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ دارالحکومت کے بیشتر حصوں پر ان کا قبضہ ہے

رؤف برادرز کاپی اینڈ بک ہاؤس
اقصیٰ روڈ ربوہ
کی جانب سے تمام طلباء و طالبات کو نیا سال مبارک

نئے سال کی نئی کتب	بارعایت کاپیاں	انگلش کورسز	گائیڈز، خلاصے	ٹیسٹ پیپرز رعایتی قیمت پر